اللہ کی رحمت کے نظارے

دل کو سکون، روح کو قرار

باب اول: اللہ کی رحمت — تعارف اور صفات

اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم صفت رحمت ہے۔ قرآن مجید کی ہر سورت (سوائے سورۃ توبہ کے) کا آغاز "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے ہوتا ہے، یعنی اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ تکرار خود اس بات کی دلیل ہے کہ رحمت اللہ کی ذات کا بنیادی وصف ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ ایک حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ یہ اصول پورے دینِ اسلام کی بنیاد ہے: اللہ کا تعلق اپنی مخلوق سے سب سے پہلے رحمت کے دروازے سے قائم ہوتا ہے، سزا اور غضب کا دروازہ آخری ہے۔

رحمت سے متعلق اسمائے حسنیٰ

- الرحمٰن — وہ ذات جس کی رحمت پوری کائنات، مومن و کافر، نیک و بد سب پر برابر محیط ہے (رحمتِ عامہ)۔
- الرحیم — وہ ذات جو خاص طور پر ایمان والوں پر آخرت میں اپنی رحمت خاص فرمائے گا (رحمتِ خاصہ)۔
- الغفور — بے حد بخشنے والا، گناہوں پر پردہ ڈالنے والا۔
- الودود — بے پناہ محبت کرنے والا، اپنے بندوں سے محبت رکھنے والا۔
- التواب — بار بار توبہ قبول کرنے والا، چاہے بندہ کتنی ہی بار لوٹ کر آئے۔
- الحلیم — بردبار، فوراً گرفت نہ کرنے والا، مہلت دینے والا۔
- اللطیف — نہایت باریک بینی سے، بغیر بتائے، اپنے بندوں کی خبر گیری کرنے والا۔
- الکریم — فیاض، عطا کرنے میں کبھی بخل نہ کرنے والا۔

یہ تمام صفات مل کر ایک ایسی تصویر بناتی ہیں جس میں اللہ کوئی سخت گیر، ڈرا دینے والا وجود نہیں بلکہ ایک نہایت مہربان، معاف کرنے والا، اور اپنے بندے سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا رب ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

باب دوم: زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کی رحمت

اللہ کی رحمت کسی ایک شعبے تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ہر گوشے میں کارفرما ہے۔ ذیل میں چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

جسمانی و مادی زندگی میں

ہر سانس، ہر دھڑکن، خون کی گردش، آنکھوں کی روشنی — یہ سب بغیر کسی معاوضے کے عطا کیے گئے ہیں۔ رزق کی فراہمی، بارش کا برسنا، زمین کی زرخیزی، یہ سب اللہ کی رحمتِ عامہ کے مظاہر ہیں جو ہر جاندار کو حاصل ہیں، خواہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے یا نہ کرے۔

روحانی زندگی میں

گناہ کے بعد توبہ کا دروازہ کھلا رہنا، نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جانا، جبکہ برائی کا بدلہ صرف اتنا ہی — یہ سب اللہ کی رحمت کا نظام ہے۔ نماز، دعا اور ذکر کے ذریعے براہِ راست اللہ سے تعلق جوڑنے کی سہولت بھی رحمت کا حصہ ہے۔

جذباتی و نفسیاتی زندگی میں

پریشانی کے وقت دل کو سکون دینے والی آیات، مشکل میں صبر کی توفیق، اور غم کے بعد خوشی کا آنا — یہ سب اللہ کی رحمت کے وہ پہلو ہیں جو انسان کے دل کی گہرائیوں تک پہنچتے ہیں۔

سماجی و خاندانی زندگی میں

والدین کی محبت، میاں بیوی کے درمیان مودت و رحمت، اولاد کی نعمت، اور دوستوں کا ساتھ — قرآن میں ازواج کے تعلق کو خاص طور پر "مودت و رحمت" کا نام دیا گیا ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسانی رشتوں میں محبت اور نرمی بذاتِ خود اللہ کی رحمت کا عکس ہے۔

غرض یہ کہ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جو اللہ کی رحمت سے خالی ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کچھ لوگ اسے محسوس کرتے ہیں اور کچھ غافل رہتے ہیں۔

باب سوم: روزمرہ زندگی میں اللہ کی رحمت کیسے محسوس کریں

رحمت کو محسوس کرنے کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی بڑا واقعہ پیش آئے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دینے سے یہ احساس روز بروز پختہ ہوتا جاتا ہے۔ چند عملی طریقے یہ ہیں:

- صبح آنکھ کھلتے ہی یہ سوچنا کہ رات بخیریت گزری اور دوبارہ زندگی ملی — یہ بذاتِ خود ایک نعمت اور رحمت ہے۔
- کھانے کے ہر لقمے، پانی کے ہر گھونٹ کو غور سے محسوس کرنا کہ یہ کہاں سے آیا اور کس نے پہنچایا۔
- روزمرہ کی چھوٹی سہولتوں (نظر، سماعت، چلنے پھرنے کی طاقت) پر شکر ادا کرنا، بجائے اس کے کہ ان کو معمول سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔
- جب کوئی مشکل حل ہو جائے، چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو، اسے اللہ کی طرف سے مدد سمجھ کر شکر کے الفاظ زبان پر لانا۔
- رات سونے سے پہلے دن بھر میں ملنے والی نعمتوں کا مختصر جائزہ لینا — تین سے پانچ چیزیں جن پر آج رحمت محسوس ہوئی۔
- قرآن کی تلاوت میں رحمت سے متعلق آیات پر رک کر غور کرنا اور انہیں اپنی زندگی پر منطبق کرنا۔

یہ مشق دراصل ایک نظر کی تربیت ہے — دنیا کو شکایت کی نظر سے دیکھنے کے بجائے شکر اور رحمت کی نظر سے دیکھنا۔ جتنا یہ نظریہ پختہ ہوگا، اتنا ہی روزمرہ زندگی کا ہر گوشہ روشن محسوس ہونے لگے گا۔

باب چہارم: مثبت اور منفی حالات میں رحمت کے احساس کی مشق

مثبت (خوشی کے) حالات میں

جب زندگی میں خوشی، کامیابی یا آسانی آئے تو سب سے پہلا ردِعمل تکبر یا خود ستائشی نہیں بلکہ شکر ہونا چاہیے۔ عملی طور پر:

- کامیابی ملتے ہی زبان سے "الحمد للہ" کہنا اور دل سے یہ تسلیم کرنا کہ یہ محض اپنی محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کی توفیق ہے۔
- خوشی کو دوسروں کے ساتھ بانٹنا — صدقہ، مدد یا اچھے الفاظ کے ذریعے — تاکہ نعمت کا شکر عملی شکل اختیار کرے۔
- یہ یاد رکھنا کہ ہر نعمت ایک امتحان بھی ہے کہ اسے صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے یا نہیں۔

منفی (تکلیف کے) حالات میں

مشکل وقت میں رحمت کو محسوس کرنا زیادہ کٹھن مگر زیادہ اہم ہے۔ اس کے لیے یہ رویہ اپنایا جا سکتا ہے:

- یہ یقین رکھنا کہ تکلیف بھی رحمت کے پردے میں چھپی ہو سکتی ہے — گناہوں کا کفارہ، درجات کی بلندی، یا کسی بڑے نقصان سے حفاظت۔
- "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھ کر یہ تسلیم کرنا کہ ہر چیز اللہ ہی کی ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے، جس سے دل کو سکون ملتا ہے۔
- مشکل کے دوران یہ سوچنا کہ اللہ نے مکمل ہلاکت یا بربادی سے بچا رکھا ہے، حالت اس سے بدتر بھی ہو سکتی تھی۔
- دعا کو مایوسی کے بجائے امید کے ساتھ جاری رکھنا، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ اللہ کی رحمت ہر تنگی کے بعد کشادگی لاتی ہے۔

اس مشق کا حاصل یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ سے حالات کے تابع نہ رہے بلکہ ہر حال میں — خوشی ہو یا غم — رحمتِ الٰہی پر یقین راسخ رہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جسے قرآن میں "مومن کا معاملہ عجیب ہے" کہہ کر سراہا گیا ہے، کیونکہ خوشی میں شکر اور تکلیف میں صبر، دونوں اس کے لیے خیر ہیں۔

باب پنجم: یہ مشق کیسے توحید تک لے جاتی ہے

جب انسان مسلسل اللہ کی رحمت کو محسوس کرنے کی مشق کرتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کے دل میں یہ یقین پختہ ہوتا جاتا ہے کہ ہر بھلائی، ہر مدد، ہر نجات کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ یہی یقین توحید کی اصل روح ہے۔

توحید کا مطلب صرف زبان سے "لاَ الٰہ الا اللہ" کہنا نہیں بلکہ دل سے یہ ماننا ہے کہ نفع و نقصان، عطا و منع، خوشی و غم سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب انسان رحمت کے چھوٹے چھوٹے مظاہر میں اللہ کا ہاتھ دیکھنے لگتا ہے، تو اس کا دل خودبخود دوسروں سے امیدیں لگانے اور مخلوق کے آگے جھکنے سے آزاد ہو جاتا ہے۔

- جب رحمت کا شعور بڑھتا ہے تو انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ کوئی انسان، سبب یا وسیلہ خود بخود کچھ نہیں کر سکتا، ہر چیز اللہ کے حکم سے متحرک ہے۔
- رحمت محسوس کرنے کی عادت شکر کو بڑھاتی ہے، اور شکر دراصل اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے کیونکہ شکر صرف اسی کا ہوتا ہے جو حقیقی محسن ہو۔
- مشکل وقت میں جب انسان صرف اللہ سے مدد مانگنے لگتا ہے (نہ کہ غیر اللہ سے)، تو یہی توکل، توحید کا عملی مظہر بن جاتا ہے۔
- رحمت کے تسلسل کو محسوس کرنے سے دل میں محبتِ الٰہی بڑھتی ہے، اور محبت جب سب سے زیادہ ایک ہی ذات سے ہو جائے تو یہی توحیدِ محبت ہے۔

اس طرح رحمت کا احساس کوئی جذباتی یا وقتی کیفیت نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا راستہ بن جاتا ہے جو انسان کو اللہ کی ذات، صفات اور اختیار پر کامل یقین یعنی توحید کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔

باب ششم: یہ کیسے دنیا و آخرت میں پرسکون زندگی کی طرف لے جاتا ہے

جب دل میں یہ یقین راسخ ہو جائے کہ ہر حال میں اللہ کی رحمت شامل ہے اور توحید کا شعور بیدار ہو جائے، تو اس کا سب سے پہلا اثر دل کے سکون کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

دنیاوی زندگی میں سکون

- پریشانیوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے کیونکہ انسان جانتا ہے کہ نتیجہ رحیم و کریم رب کے ہاتھ میں ہے۔
- حسد، لالچ اور دوسروں سے موازنے کی عادت کم ہو جاتی ہے کیونکہ دل مطمئن ہوتا ہے کہ جو ملا ہے وہ اللہ کی مصلحت اور رحمت کے مطابق ہے۔
- رشتوں میں نرمی اور معاف کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے کیونکہ جب انسان اللہ کی رحمت کا مستحق خود کو سمجھتا ہے تو دوسروں پر بھی رحم کرنا سیکھ لیتا ہے۔
- خوف اور مایوسی کی جگہ امید اور بھروسہ لے لیتا ہے، جو ذہنی و جذباتی صحت کے لیے نہایت مفید ہے۔

اخروی زندگی میں سکون

جو انسان دنیا میں اللہ کی رحمت پر یقین رکھتے ہوئے زندگی گزارتا ہے، توبہ کرتا ہے، شکر ادا کرتا ہے اور صبر و توکل اپناتا ہے، اس کے لیے آخرت میں بھی یہی رحمت کارفرما ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں، جن میں سے صرف ایک حصہ اس دنیا میں مخلوق کے درمیان تقسیم کیا گیا ہے، جبکہ ننانوے حصے آخرت کے لیے محفوظ ہیں۔

یوں انسان جو دنیا میں رحمت کے نظارے دیکھتا اور محسوس کرتا رہا، وہی آخرت میں اللہ کی لامتناہی رحمت کا سب سے بڑا حق دار بن جاتا ہے — یہی وہ کامل سکون ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں انسان کا مقدر بنتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

از قلم: محمد مجیب

19 اگست 2026ء

دہلی، بھارت